بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۳۲ | ۱۶ ماہ شہادت ۱۳۲۳ھش | ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ | ۱۶ اپریل ۱۹۴۴ء | نمبر ۸۸

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۵ ماہ شہادت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۹ بجے صبح کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت ناساز ہے احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

کل شام اور آج صبح کی گاڑی سے بہت سے احباب جلسہ دہلی میں شمولیت کے لئے گئے ہیں۔

ملفوظات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

۲۵ مارچ ۱۹۴۴ء بعد نماز مغرب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام

ایک صاحب نے سوال کیا۔ کہ حضور نے لدھیانہ والی تقریر میں الہام الٰہی اِنَّا اَرْسَلْنٰهُ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ اپنے اوپر چسپاں فرمایا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے بشیر اول پر چسپاں کیا ہے۔

حضور نے فرمایا:۔

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اجتہاد تھا ورنہ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا کے الفاظ ہی بتا رہے ہیں۔ کہ اس نے بڑی عمر پانی تھی۔ چونکہ بشیر اول وفات پا گیا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اجتہاد اس طرف چلا گیا۔ کہ یہ الہام اسی کے متعلق ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ تمام الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ نے بشیر اول پر چسپاں نہیں کیا۔ بلکہ خود اس کے ایک حصہ کو آپ نے بشیر ثانی پر چسپاں کیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ بشیر اول کی موت کی وجہ سے ابتلاء کی ظلمت تو وارد ہو گئی۔ مگر اب الٰہی وعدہ کے مطابق رعد اور روشنی ظاہر ہونے والی ہے۔ پس یہ صحیح نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تمام الہام بشیر اول پر چسپاں کیا ہے۔ بلکہ اس کا ایک حصہ جو رعد اور برق والا ہے اُسے آپ نے سبز اشتہار میں بشیر ثانی پر چسپاں کیا۔ اور فرمایا۔ اس سے مراد خوشخبریاں وغیرہ ہیں۔ پس اس کا مصداق ایسا ہی وجود ہو سکتا تھا۔ جس کے ذریعہ انذار بھی ہوتا۔ اور خوشخبریاں بھی ملتیں۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس الہام کے دو حصے کئے ہیں۔ ایک حصہ بشیر اول پر چسپاں کیا ہے۔ اور دوسرا حصہ بشیر ثانی پر چسپاں کیا ہے اور فرمایا۔ کہ ظلمات کا آنا بشیر اول کے وقت پورا ہو گیا۔ اور رعد اور برق کا ظہور بشیر ثانی کے وقت پورا ہو جائے گا۔ پس جبکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی تشریح کرتے ہوئے اُسے بشیر اول پر ہی چسپاں نہیں کیا۔ بلکہ بشیر ثانی پر بھی کیا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تشریح کو لے لینا اور دوسری کو نظر انداز کر دینا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔

اسلام فطرت کے مطابق مذہب ہے

سلسلۂ گفتگو میں فرمایا:۔

میں جب کتابوں میں پڑھا کرتا۔ کہ کھجور سے یا کسی اور میٹھی چیز سے روزہ کھولنا چاہیئے۔ تو میری طبیعت پر گراں گذرتا۔ اور میں ہمیشہ یہ خیال کیا کرتا تھا۔ کہ اسلام فطرت کے مطابق مذہب ہے۔ آخر میرے جیسی طبیعت والوں کا بھی لحاظ ہونا چاہیئے کیونکہ میری طبیعت نمکین چیزوں کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے۔ بلکہ میٹھا کھا کر آخر میں میں ایک نمکین لقمہ ضرور لے لیتا ہوں۔ پس یہ بات ہمیشہ میرے دل میں کھٹکتی رہتی تھی۔ کہ میرے جیسی طبیعتوں کا بھی کوئی علاج ہونا چاہیئے ایک دن میں کافی جو شیعوں کی حدیث کی کتاب ہے پڑھ رہا تھا۔ تو مجھے اس میں یہ حدیث نظر آئی۔ کہ ائمہ اہلبیت کی یہ سنت ہے۔ جو انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اختیار کی کہ وہ روزہ نمکین چیز سے کھولا کرتے تھے۔ میں نے کہا لو یہ بات بھی حل ہو گئی۔

سجدہ میں قرآنی دعائیں پڑھنا

ایک صاحب نے عرض کیا۔ سجدہ میں قرآنی دعاؤں کا پڑھنا کیوں ناجائز ہے۔ جبکہ سجدہ انتہائی تذلل کا مقام ہے؟

حضور نے فرمایا:۔

میرا تو یہی عقیدہ رہا ہے کہ سجدہ میں قرآنی دعاؤں کا پڑھنا جائز ہے۔ لیکن بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ایسا حوالہ ملا جس میں آپ نے سجدہ کی حالت میں قرآنی دعاؤں کا پڑھنا ناجائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح مسند احمد بن حنبل میں بھی اس مضمون کی ایک حدیث مل گئی۔ لیکن اگر میرے عقیدہ کے خلاف یہ امور نہ ملتے۔ تب بھی یہ دلیل میں معقول قرار نہ دیتا۔ کہ سجدہ جب انتہائی تذلل کا مقام ہے تو قرآنی دعاؤں کا سجدہ کی حالت میں پڑھنا جائز ہونا چاہیئے۔

امام مالکؒ کا عقیدہ تھا۔ کہ سمندر کی ہر چیز حلال ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص اُن کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ سمندر میں سؤر بھی ہوتا ہے۔ کیا اس کا کھانا بھی جائز ہے؟ آپ نے فرمایا۔ سمندر کی ہر چیز کھانی جائز ہے مگر سؤر حرام ہے۔ اُس نے بار بار یہی سوال کیا۔ مگر آپ نے فرمایا۔ میں اس سوال کا یہی جواب دے سکتا ہوں۔ کہ سمندر کی ہر چیز حلال ہے۔ مگر سؤر حرام ہے۔ یہی جواب میں دیتا ہوں۔ کہ سجدہ بے شک تذلل کا مقام ہے۔ مگر قرآن عزت کی چیز ہے۔ اس کی دعائیں سجدہ کی حالت میں نہیں پڑھنی چاہئیں دعا انسان کو نیچے کی طرف لے جاتی ہے۔ اور قرآن انسان کو اُوپر کی طرف لے جاتا ہے۔ اس لئے قرآنی دعاؤں کا سجدہ کی حالت میں مانگنا ناجائز ہے۔

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک بات مل گئی۔ تو پھر اس کے خلاف طریق کا اختیار کرنا درست نہیں گو وہ ہماری عقل میں نہ ہی آئے۔

غرض اگر آخری طور پر یہی بات ثابت ہو۔ کہ سجدہ میں قرآنی دعائیں نہیں پڑھنی چاہئیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی اور حوالہ پہلے حوالہ کے خلاف نہ ملے۔ تو ہم یہی سمجھیں گے۔ کہ قرآن کی دعائیں سجدہ کی حالت میں پڑھنی ناجائز ہیں۔ پھر یہ بھی صحیح نہیں۔ کہ سجدہ میں ہی تمام دعائیں مانگنی چاہئیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض خاص مواقع پر خاص دعائیں کی ہیں۔ اور وہ دعائیں آپ ہمیشہ رکوع کے بعد کھڑے ہو کر مانگا کرتے تھے۔ پس یہ کہنا کہ سجدہ ہی تذلل کا مقام ہے درست نہیں۔ ایسی کئی دعائیں ہیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع کے بعد کھڑے ہو کر مانگا کرتے تھے۔ بلکہ ایک دفعہ آپ نے چالیس دن بلکہ بعض حدیثوں کے مطابق چھ ماہ تک مسلسل دعائیں مانگیں۔ اور وہ سب کی سب رکوع کے بعد کھڑے ہونے کی حالت میں کیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی دعائیں

ایک صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الہامی دعاؤں کے متعلق سوال کیا۔ کہ آیا وہ دعائیں سجدہ میں پڑھنی جائز ہیں۔ حضور نے فرمایا اسی پر قیاس کر کے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الہامی دعائیں بھی سجدہ کی حالت میں پڑھنی ناجائز ہیں۔ سوائے اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے اس کی اجازت ثابت ہو جائے

پانچ سال کے عرصہ میں پورا ہونے والا رویا

حضور نے فرمایا۔ میں نے ایک رویا دیکھا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے برکت والا کرے۔ مگر میں اس رویا کا اکثر حصہ بھول گیا۔ صرف میری طبیعت پر اتنا اثر رہ گیا۔ کہ کوئی اہم بات مجھے رویا میں بتائی گئی (جو اس کے بعد میرے ذہن سے بالکل نکل گئی) اور اس کے متعلق کہا گیا۔ کہ وہ اس انکشاف (یعنی پسر موعود کے انکشاف) سے پانچ سال کے عرصہ میں ہوگی۔ اور بتایا گیا۔ کہ ازل سے ہی مقدر تھا۔ کہ وہ دونوں باتیں ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح جڑی ہوئی ہوں۔ جس طرح دو چیزوں کو آپس میں باندھ دیا جاتا ہے۔ کوئی بات تھی۔ جو میرے ذہن سے نکل گئی۔ مگر اس کے متعلق رویا میں بار بار اور تکرار کے ساتھ بتایا گیا۔ کہ اس انکشاف کے پانچ سال کے عرصہ تک وہ ہوگی۔ یہ نہیں۔ کہ پانچ سال کے عین خاتمہ پر ہوگی۔ لیکن بہرحال پانچ سال کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ اور رویا میں مجھے یوں محسوس ہوا۔ کہ گویا جس طرح سمندر میں بڑی بڑی (Buoy) زنجیر کے ساتھ چٹان سے باندھا جاتا ہے۔ اسی طرح اس اہم امر کو مصلح موعود کی پیشگوئی کے انکشاف کے ساتھ باندھا گیا تھا۔ اور پانچ سال یا اس کے ادھر ادھر قریب زمانہ میں اس کا ظہور ہوگا۔ یا ظہور کی علامات پیدا ہو جائیں گی۔

سردرد کی وجہ سے چونکہ چند دن میں برومائڈ کھاتا رہا ہوں۔ اس لئے مجھے سخت گہری نیند آتی ہے اسی وجہ سے وہ بات مجھے بھول گئی۔ بہرحال اتنا یاد رہا کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک اور بات اس موجودہ انکشاف کے ساتھ مقدر ہے۔ اور وہ ایسی ہی ہے۔ جیسے لڑکے پتنگ اڑاتے ہیں۔ تو پتنگ کے پیچھے ایک دھجی بندھی ہوئی ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک اہم واقعہ اس انکشاف کے ساتھ ازل سے خدا تعالےٰ نے باندھا ہوا ہے۔ اور وہ واقعہ پانچ سال کے قریب یا اس کے بعد ہوگا۔ رویا میں میں اپنی عمر کا بھی کچھ تعلق اس واقعہ سے وابستہ سمجھتا ہوں (یہ نہیں کہہ سکتا کہ مبشر رنگ میں یا منذر رنگ میں ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ بعض لوگوں کی منذر خوابوں کی بناء پر انکشاف کی دعا کی گئی تھی۔ پس ممکن ہے کہ یہ بتایا گیا ہو۔ کہ پانچ سال تک یہ واقعہ نہ ہوگا یا ممکن ہے کسی اور رنگ میں اس کا اس سے تعلق ہو۔ بہرحال یہ حصہ وقت پر جا کر کھلے گا)

تحریک جدید میں شاندار قابل تقلید اضافے

تحریک جدید کے ایک مجاہد نام ظاہر کرنا مصلحت نہیں۔ جنہوں نے سال دہم کا وعدہ اضافہ کے ساتھ تحریک سنتے ہی ۴۷۰ روپے کا کیا تھا۔ وہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطبہ کہ "میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں" سنکر ۳۰ جنوری ۱۹۴۴ء کو لکھتے ہیں۔ میرا وعدہ تحریک جدید ۴۷۰ تھا۔ میں اپنے اس وعدہ میں ۴۵۳۰ کا اضافہ کرتا ہوں۔ یعنی اب میرا کل وعدہ سال دہم ۵۰۰۰ روپیہ ہو گیا۔ جسے میں انشاء اللہ فصل ربیع ۱۹۴۴ء تک ادا کر دونگا۔ اس اضافہ کے بعد جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ چاہتے ہیں۔ کہ دوست جلد سے جلد اپنا چندہ ادا کریں۔ تو آپ نے کل رقم ۵۰۰۰ روپیہ کی ۱۳ مارچ تک ادا کر دی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ باوجودیکہ آپ کا وعدہ فصل پر دینے کا تھا۔ نیز آپ نے اپنے دو لڑکیوں اور ایک لڑکے کی طرف سے دس سالہ چندہ ۷-۱۵۸ روپے اور اپنی مرحومہ بیوی کی طرف سے پانچ روپیہ سالانہ پر ایک روپیہ سالانہ اضافہ سے نو سال کے ۸۱ روپے اور سال دہم کے ایک سو روپیہ کا وعدہ کیا۔

اس کے علاوہ ان کی بیگم صاحبہ کا وعدہ ۵۷ روپے تھا۔ حضور کے اس اعلان پر انہوں نے ۴۴۳ روپے کا اضافہ کر کے کہا۔ کہ یہ پانچ صد روپیہ وہ جلد سے جلد ادا کرنے کی فکر کر رہی ہیں۔ سال نہم سے یہ وعدے دس دس بارہ بارہ گنا اضافے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللھم زد فزد

شمالی امریکہ سے ایک مجاہد نے جو نام ظاہر کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ سال نہم میں ۲۰۵ ڈالر جو اپنی اپنی اہلیہ صاحبہ اور اپنے ہر ایک بچے کی طرف سے دیئے تھے۔ سال دہم کا خطبہ جب پڑھا۔ تو انہوں نے خطبہ پڑھنے کے بعد پہلا کام یہ کیا۔ کہ اپنا اپنی اہلیہ اور اپنے ہر ایک بچے کا سال دہم کا وعدہ ۱۲۳۷ ڈالر کا بذریعہ تار حضور کے پیش کیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ یہ وعدہ گزشتہ سال کے مقابل چھ گنا سے زیادہ ہے۔

بیرون ہند کے احباب کو اپنے سال دہم کے وعدے نہایت شاندار نمایاں اور خاص اضافوں کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں۔ اور ہندوستان کی جماعتوں کی طرح یہ کوشش کرنی چاہئے کہ وہ جلد تر ادا ہو جائے۔ کیونکہ سلسلہ کی ضرورتیں فوری ہو رہی ہیں۔ اس لئے وعدوں کی ادائیگی بھی اس کے مطابق ہونی چاہئے۔ جن احباب نے اپنی سہولت کے لئے آخری حصہ سال تک ادا کرنے کا وعدہ لکھوایا۔ وہ اپنی سہولت کو سلسلہ کے لئے قربان کر دیں۔ اور اپنے وعدہ کو جلد سے جلد ادا کر کے اللہ تعالےٰ کے حضور ثواب کے مستحق ہوں۔ اللہ تعالےٰ توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

درخواست ہائے دعا

ملک فیض الرحمٰن صاحب فیضی گجرات بیمار ہیں مریم خاتون صاحبہ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی لکھنؤ کی چچا زاد بہنیں اور بھائی۔ حسن محمد خان صاحب دہلی شیخ نور احمد صاحب منیر اور محمود احمد صاحب و مسعود احمد صاحب علی گڑھ امتحان دے رہے ہیں کریم بخش صاحب دہلی کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔ محمد اختر صاحب ایاز محاذ جنگ پر ہیں شیخ مولا بخش صاحب شیخوپورہ کی لڑکی بیمار ہے عبدالقدیر صاحب مغل پورہ اپنی دینی و دنیوی ترقی نیز اپنے چھوٹے بھائی کی صحت اور درازی عمر کے لئے ایک عرصہ سے دعا کرتے رہے۔ دوست سب کے لئے دعا فرمائیں۔

ہماری بہن

بہن اور بھائی کی محبت اپنے اندر ایک نہائت ہی عجیب رنگ رکھتی ہے۔ ماں باپ بوجہ اپنی بزرگی کے اپنی اولاد کے لئے ایک مربی اور محافظ ہونے کا پہلو غالب رکھتے ہیں۔ مگر بہن اور بھائی کے درمیان بوجہ مساوات ایک ایسی میٹھی اور گہری اور پاکیزہ محبت ہوتی ہے۔ جو الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی۔ جس گھر میں کوئی بہن نہیں۔ وہ اس خوشگواری کی کیفیت کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ جو گھر کو حقیقت میں ایک پُررونق گلشن بنا دیتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جو انسانی فطرت کا خالق ہے۔ تمام مومنوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے فرمایا ہے انما المومنون اخوۃ۔ کہ مومن سب کے سب ایک دوسرے کے بھائی بہن ہیں۔

حضرت ام طاہر (اللہ تعالےٰ فردوس بریں میں ان کے مدارج بلند کرے) ہماری ایک نہائت ہی محبوب اور محبت کرنے والی بہن تھیں۔ جہاں تک میرا تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ ان کی طبیعت میں بہن بننے کا رنگ سب سے زیادہ غالب تھا۔ اور اسی کے متعلق میں اس جگہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں

۱۹۲۱ء میں جب وہ گلشن احمد میں داخل ہوئیں۔ تو مسجد مبارک میں ان کے نکاح کے بعد میں نے دوستوں کی خواہش کے مطابق ساری آمین بلند آواز سے دعاؤں کے رنگ میں پڑھ کر سنائی تھی۔ اس وقت سے لے کر آخر تک انہوں نے میرے متعلق ہمیشہ ہی فرمایا۔ کہ یہ میرا بھائی ہے۔ اور میں سچ کہتا ہوں۔ کہ میرے ساتھ انہوں نے ہمیشہ باوجود مخدوم ہونے کے ایک بھائی جیسا ہی سلوک کیا۔ خوشی میں اور رنج میں دکھ میں اور سکھ میں کام میں اور باتوں میں مرحومہ میری ایک بہن ہی رہیں۔ بحیثیت حضور کے پرائیوٹ سیکرٹری کے مجھے ایک لمبے عرصہ تک ان کے قدموں میں رہنے کا موقعہ ملا۔ مجھ سے غلطیاں بھی ہوئیں۔ مگر مجھے یاد نہیں۔ کہ انہوں نے کبھی مجھے سختی اور ترشی سے مخاطب کیا ہو۔ بلکہ ہمیشہ ایسی ہی طرز پر بات کی جو محبت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ بلکہ حضرت صاحب نے اگر میری کسی غلطی پر میری اصلاح کے لئے اظہار ناراضگی فرمایا۔ تو انہوں نے دوسرے پہلو سے مجھ سے ہمدردی اور دلداری کی بات کی۔ پس اگر کسی مشکل میں پھنستا تو میری امداد اور راہنمائی فرماتیں۔ وہ آقا تھیں مخدوم تھیں۔ اور واقعہ میں راج کرتی تھیں مگر کیا ہی پیارا اور مبارک ہے۔ وہ آقا جو ہمیشہ بھائی اور بہن کی شیریں محبت کو قائم رکھے۔ ہماری جماعت میں مال و دولت آئیگا۔ بادشاہ آئیں گے۔ اور شہنشاہ ہونگے حکومت اور راج بھی ہوگا۔ قوت وطاقت بھی ہوگی۔ شان وشوکت بھی آئے گی۔ لیکن کیا یہ پیار اور محبت کے جذبات بھی اس وقت دلوں میں باقی رہیں گے۔

اے خدا! تو ہماری اس بہن کو (جو ہمیں داغ مفارقت دے کر اگلے جہان کی محفل کو رونق دینے کے لئے چلی گئی ہے) ہمارے آئندہ راج کرنے والوں کے لئے ایک نمونہ بنا۔ آمین

ایک دفعہ میں اور شاہ صاحب (سید ولی اللہ شاہ صاحب) ایک نہائت ہی ٹیڑھی مشکل میں پھنس گئے۔ میں نے اس وقت کوئی راستہ نہ پاکر حضرت ام طاہر کو فون پر عرض کیا۔ آپا جان آپ کے دو بھائی اس وقت ایک سخت مشکل میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے فوراً حالات دریافت فرمائے۔ اور ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ فرمایا معاملہ واقعی بہت نازک ہے۔ مگر میں کوشش کرونگی۔ ابھی دو دن بھی نہیں گزرے تھے۔ کہ فون پر مجھے بلا کر نہائت درجہ شفقت اور محبت کی آواز سے فرمایا۔ کہ وہ مشکل حل ہوگئی ہے۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے ایسی عمدگی اور ذمہ واری کے ساتھ اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالکر ہماری امداد فرمائی۔ کہ میں نے ان کے لئے بہت دعا کی۔

باوجود اس کے کہ ہماری مرحومہ بہن کی ظاہری تعلیم بہت تھوڑی تھی۔ کوئی امتحان وغیرہ پاس نہیں کیا تھا۔ صرف اردو اچھی طرح لکھ پڑھ سکتی تھیں۔ ایک دفعہ ۱۹۲۹ء میں کشمیر میں جب میں بعض خاندان کی بچیوں کو پڑھانے لگا۔ تو وہ بھی آشامل ہوئیں۔ اور کہنے لگیں کہ مجھے پڑھائی کا شوق ہے۔ اس لئے پہلے ایک دو سبق تو میں بھی پڑھوں گی۔ پھر خواہ مجھے چھوڑنا ہی پڑے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ انہیں گھر میں اس قدر کام کرنا پڑتا تھا۔ کہ ان کے پاس پڑھائی کا وقت ہی نہیں تھا۔ مگر میں جو بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ باوجود ظاہری تعلیم نہ ہونے کے وہ ایک ایسے عظیم الشان عالم کی جیتی رفیقہ حیات بنی رہیں۔ کہ جس کا علم ومعرفت میں آج دنیا میں کوئی ثانی نہیں ہے بوجہ قرب الہٰی تبحر علمی اور تموج روحانی حضور کی طبیعت نہائت ہی نازک واقع ہوئی ہے۔ اور علم وروحانیت سے بے بہرہ شخص حضور کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ لیکن ہماری یہ بہن حضور کا غیر معمولی قرب حاصل کرکے اپنی عملی زندگی سے ہمیں یہ سبق سکھلا گئی ہیں۔ کہ ظاہری تعلیم اور یونیورسٹی کی ڈگریاں حاصل کرلینا خواہ کتنا ہی مفید ہو۔ دراصل حقیقی علم نہیں ہے اور روحانیت تو یقیناً نہیں ہے۔ مرحومہ میں اس بات کا خاص ملکہ تھا۔ کہ وہ حضرت صاحب کے منشاء کو اچھی طرح سمجھ لیتی تھیں۔ اور باریک در باریک اشارہ کا بھی پورا خیال رکھتی تھیں۔ پرائیویٹ سکرٹری کو انتظامی امور میں حضور کا منشاء معلوم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لیکن بعض دفعہ اگر حضرت صاحب سے بات کرنے کا موقعہ نہ ملتا۔ تو میں ان سے مشورہ کرکے کام کرلیتا تھا۔ کیونکہ مجھے یقین تھا۔ کہ مرحومہ کی باطنی تار حضور کے قلب کی حرکت سے چلتی تھی۔ اور بعد میں یہی ثابت ہوتا۔ کہ حضور کا منشاء بھی عین وہی تھا۔ کہ جس طرح میں نے ان کے کہنے پر کام کیا۔

شادی بیاہ کے موقعہ پر ہمارے ملک میں یہ ایک رواج ہے۔ کہ دور ونزدیک کے رشتہ دار برسوں کے پرانے اور معمولی سے گلے شکوے نکال کر روٹھ جایا کرتے ہیں۔ تا اس موقعہ پر ان کی منت کی جائیں۔ اور اس طرح گویا ان کی ضرورت اور عزت کو تسلیم کیا جائے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اچھے اچھے معقول آدمی بھی اس بات پر تو ضرور ناراض ہو جاتے ہیں۔ کہ انہیں ایسے موقعہ پر بلایا کیوں نہیں گیا۔ خواہ وہ کتنے ہی قریبی رشتہ دار ہوں۔ وہ بن بلائے نہیں جاتے۔ اور نہ بلانے کو اپنی ہتک قرار دیتے ہیں۔ اور پھر اسے یاد رکھتے ہیں۔ تا وقتیکہ کسی موقعہ پر ان کو اپنے ہاں نہ بلائیں۔ اور امرا تو اپنے غریب بھائیوں کی تقریب میں شامل ہونا ویسے ہی عار سمجھتے ہیں۔ اور اگر کوئی اس قسم کا بہانہ مل جائے۔ تو پھر تو انکی شمولیت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوسکتا۔ لیکن ہماری بہن ام طاہر اپنی جماعت کے غریب سے غریب شخص کے گھر بہن بن کر چلی جاتی تھیں۔ اور اس میں بڑی خوشی اور راحت محسوس کرتی تھیں۔ جب میرے چھوٹے بھائی مصلح الدین سعدی بی اے کا نکاح ہوا۔ تو ابھی ہماری طرف سے انہیں دعوت اور شمولیت کا پیغام پہنچا بھی نہیں تھا۔ کہ وہ اپنے ادنےٰ خادم کے غریب خانہ پر ام مظفر کے ساتھ خود تشریف لے آئیں۔ اور آتے ہی بے تکلفی کے انداز میں فرمایا۔ کہ جلدی دال پکا کر ہمیں کھلاؤ بھوک لگی ہے۔ اللہ اللہ کیا بے تکلفی اور اخوت کی روح ہے۔ پھر اس تقریب کا تمام انتظام خود سرانجام دیا۔ اور اس طرح محبت اور شوق اور شفقت سے اس تقریب کو بابرکت کیا۔ حقیقی بہنوں سے بھی عملاً بڑھ گئیں فجزاھما اللہ احسن الجزاء

شروع شروع میں جب وہ بیاہی آئیں تو ایک حد تک اجنبیت تھی۔ اور خاندان کے بعض افراد طبعاً ایک عرصہ تک ان کے ساتھ زیادہ مانوس نہیں ہوسکے۔ لیکن آہستہ آہستہ انکی طبیعت اور انس کو دیکھ کر سب ان کے مداح ہوگئے۔ اور حقیقی معنوں میں انکو اپنی ہمشیرہ کہنے اور سمجھنے پر خود ہی مجبور ہوگئے۔ اگر غور کیا جائے۔ تو یہ تغیر ایک نہائت ہی عظیم الشان ذہنی اور قلبی تغیر ہے۔ اور اس بات کا قطعی ثبوت ہے۔ کہ وہ درحقیقت ہماری ایک نہائت ہی محبوب اور محبت کرنیوالی بہن تھیں۔ جذبات کا ایسا تغیر تدبیر اور تکلف سے ہرگز نہیں پیدا ہوسکتا۔ صرف حقیقی خوبی ہی خود بخود دلوں کو مسخر کرسکتی ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ سب لوگ جلد ہی سیدہ ام طاہر احمد کے حد درجہ گرویدہ ہوگئے

قادیان سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مقدس مرکز ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں بار بار آنے کے متعلق بہت تاکید فرمائی ہے۔ اور اس جگہ آنے کی خواہش رکھنے کو آپ نے ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔ قادیان میں اللہ تعالےٰ کے تازہ بتازہ نشان موجود ہیں۔ اور اس ارض حرم کا ذرہ ذرہ ایک خدائی نشان ہے

شعائر اللہ کو دیکھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے۔ اور جس جماعت کے افراد اپنے مرکز میں جمع نہ ہوں۔ وہ جماعت ہی کہلانے کی مستحق نہیں ہے۔ لیکن انسانی فطرت کچھ ایسی ہے۔ کہ جب وہ اپنے گھر کو چھوڑ کر نئے ماحول میں جاتا ہے۔ تو اُسے ایک اجنبیت محسوس ہوتی ہے۔ اور جب تک کوئی ذاتی اور انفرادی تعلق اور کشش نہ پیدا ہو جائے۔ تو یہ اجنبیت ایک حد تک مرکز میں آنے میں روک بھی بن جایا کرتی ہے۔ پس اس طرح قادیان کے رہنے والوں پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ دور دراز سے آنے والوں کے ساتھ جو یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی کو پورا کرتے ہیں۔ حقیقی اخوت کا سلوک نہیں کرتے۔ تو ایک رنگ میں وہ قادیان کی کشش میں روک بنتے ہیں۔ اس نکتہ کو ہماری بہن نے خوب ہی سمجھا ہوا تھا۔ خواہ کسی طبیعت یا تمدن کی عورت قادیان میں آتی وہ ایسی مہمان نوازی کرتیں۔ اور ایسا اُنس کا سلوک کرتی تھیں کہ وہ یہ سمجھنے لگتی تھیں۔ کہ وہ اپنے گھر میں اپنی ہی بہن کے پاس آگئی ہیں۔ چنانچہ سینکڑوں گھرانے ایسے ہیں۔ جو مرحومہ کی وفات پر اس وقت شدید صدمہ خوردہ ہیں اور محسوس کرتے ہیں۔ کہ ان کی نہایت شفیقہ بہن اُن سے جدا ہو گئی ہے۔ بعض کے دل میں یہ خیال بھی گذرتا ہے۔ کہ اب وہ کیا کریں گی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ہماری بہن خدا کی ایک بڑی نعمت تھیں اور وہ ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے جدا ہو گئیں۔ جس کے نتیجہ میں ہم میں سے ہر ایک کو طبعًا اس کا بھاری صدمہ ہے مگر ان سب سے میں یہ کہوں گا۔ کہ وہ نعمت ہمیں خدا نے ہی دی تھی وہ اس کی تھی۔ اور اُسی کے پاس چلی گئی۔ جو لوگ سیدہ اُم طاہر کے لئے ہی قادیان آیا کرتے تھے۔ انہوں نے اُمّ طاہر کو نہیں سمجھا۔ وہ خدا کے دین سے ناآشنا ہے۔ قادیان تو خدا کے رسول کا جلوہ گاہ ہے۔ اور اس رسول کا مثیل اب بھی اسی شان سے یہاں جلوہ گر ہے۔ اور معارف و روحانیت کے خزانے لٹا رہا ہے پس یہاں آؤ اور اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اس سے یقینًا ام طاہر کی روح بھی خوش ہوگی۔ اور تمہارا بھلا ہوگا۔ آؤ اور سیدہ اُمّ طاہر کے لئے دعا کرو۔ اور وہ کام جسے کرتے ہوئے وہ خوش ہوتی تھیں، جاری اور قائم رکھو۔ کہ یہ ان کی بہترین یادگار رہے۔

جماعتی کاموں میں ہماری بہن ہمیشہ پیش پیش رہا کرتی تھیں۔ میں صرف ایک موقعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جوبلی کے تاریخی جلسہ میں ان کا کام سب سے بڑھا ہوا تھا۔ زنانہ جلسہ کا سارا انتظام پروگرام جلسہ گاہ وغیرہ انہوں نے بذات خود تفصیلاً اپنی نگرانی میں تیار کرایا۔ پھر لجنہ اماء اللہ کی طرف سے جو ایڈریس پڑھا گیا۔ وہ بھی انہوں نے ہی پڑھا۔ اور عجیب بات ہے۔ کہ اس میں سب سے زیادہ زور مصلح موعود کی پیشگوئی پر دیا گیا ہے۔ چنانچہ پیشگوئی کے الفاظ درج کرنے کے بعد لکھا ہے:۔

"سیدنا! ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے جلد جلد ترقی کی۔ یہاں تک کہ آج خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق زمین کے کناروں تک آپکو شہرت بخشی۔ اور اس دن کی صبح کا ہم پر طلوع ہو رہا ہے۔ جس میں قومیں حضور کے انفاس روحانی سے برکت پائیں گی۔" آخر میں انہوں نے فرمایا۔ "ہم حضور کو یقین دلاتی ہیں۔ کہ باوجود اپنی نا اہلی کے اگر حضور کو ہماری یا ہماری اولاد کی یا ہمارے اموال کی کسی دینی مہم کے لئے ضرورت ہو۔ تو حضور ہمیں ہر طرح جاں نثاری اور قربانی کے لئے تیار پائیں گے۔"

پھر میں اپنے مشاہدہ اور یقین کی بناء پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ احمدی خواتین کا جھنڈا ہرگز نہ بنتا۔ اگر ان کی ذاتی دلچسپی اور توجہ اس طرف نہ ہوتی۔ اس جھنڈے کا ڈیزائن انہوں نے حضرت صاحب سے منظور کرایا۔ اور پھر انہی کے زور دینے پر وہ جھنڈا تیار کرایا گیا۔ اور خواتین کے جلسہ میں اس کا نصب ہونا اور لہرانا سب کچھ انہی کی کوشش کا نتیجہ تھا۔ ورنہ ہمارے پاس وقت اتنا تنگ ہو چکا تھا۔ کہ اس کام کے ہونے کی مجھے کوئی صورت ہی نظر نہ آتی تھی۔ یہ جھنڈا سیدہ ام طاہر کی جماعتی سعی کا ایک مجسمہ ہے۔ اور جس وقت تک لجنہ اور احمدی خواتین کا مرکزی انتظام قائم رہے گا۔ اُن کی یہ یادگار بھی زندہ رہے گی۔ انشاء اللہ۔ اس کے علاوہ لوائے احمدیت یعنی جماعت احمدیہ کا جو جھنڈا تیار ہوا۔ اس میں بھی ہماری اس بہن کا ایک وافر حصہ ہے۔ جیسا کہ احباب کو علم ہوگا حضرت صاحب کے ارشاد سے یہ عالمگیر جھنڈا اصحابہ او صحابیات کے بابرکت ہاتھوں سے تیار ہوا صحابیات نے اس کے لئے سوت کاتا۔ مگر یہ کتوایا کس نے؟ ہماری بہن نے۔ میرے درخواست کرنے پر انہوں نے صحابیات کی فہرست تیار کرائی۔ پھر ان کو اطلاع کروائی۔ اور چرخوں کا انتظام فرمایا۔ اور اس طرح دارالمسیح موعود میں سب سوت کتوا کر وقت پر مجھے بھجوا دیا۔ پس جماعت کے قومی جھنڈے کی تیاری میں بھی حضرت ام طاہر احمد کا ہاتھ کام آیا۔ کیا ہی مبارک تھا وہ وجود جو جماعت کے کاموں میں اتنا حصہ لیتا تھا۔

فجزاھا اللہ واحسن الجزاء

عبدالرحیم درد

مولوی محمد علی صاحب کا ایک بے بنیاد دعویٰ

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے خطبہ جمعہ ۲۴ مارچ مطبوعہ پیغام صلح ۲۹ مارچ ۱۹۴۴ء میں بیان کیا ہے۔ کہ "ہماری طرف جو لوگ آتے حق کی خاطر آتے" اور پھر کہا ہے۔ کہ "ابھی بدوملہی میں مباحثہ ہوا تھا۔ مباحثہ میں قادیانی جماعت کو بڑی بھاری شکست ہوئی۔ اور ایک بڑے زمیندار چوہدری نصر اللہ خاں صاحب صرف اسی مباحثہ کی وجہ سے حق کو ہمارے ساتھ دیکھ کر ہماری جماعت میں شامل ہو گئے۔"

مگر مولوی محمد علی صاحب کی خوش فہمی کی حقیقت حق پسند اصحاب معلوم کر کے یقینًا تعجب کریں گے۔ دس بارہ سال کا عرصہ ہوا۔ کہ چوہدری نصر اللہ خاں صاحب نے اپنی لڑکی کی شادی ایک غیر احمدی سے (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے) کر دی۔ جس پر انہیں جماعت سے خارج کر دیا گیا۔ انہوں نے جب پیہم معافی کی درخواستیں دیں۔ تو مرکز نے از راہ ترحم انہیں معاف کر دیا۔ لیکن افسوس کہ چوہدری صاحب نے دوبارہ مرکز کے احکام کی خلاف ورزی کی۔ تفصیل اس کی یہ ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ بورڈ الیکشن سیالکوٹ کے سلسلہ میں چوہدری غلام حیدر صاحب غیر مبائع اور مسٹر ایس بی ملہی عیسائی کا مقابلہ ہوا۔ مرکز سلسلہ نے چوہدری غلام حیدر صاحب غیر مبائع کی مدد کے احکام صادر کئے۔ مگر چوہدری نصر اللہ خاں صاحب نے ایک مسلمان احمدی کہلانے والے کے خلاف مسٹر ایس بی ملہی عیسائی کی مدد کی۔ اس پر مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ نے انہیں جماعت سے پھر خارج کر دیا۔

کیا جو شخص کئی سال سے جماعت سے خارج ہو۔ وہ آج اگر پیغامی ہو جائے۔ تو حق کی خاطر ہوتا ہے؟ پھر یہ بھی غلط ہے۔ کہ وہ مباحثہ بدوملہی کے موقعہ پر جماعت میں شامل ہوئے۔ بلکہ ایک سال سے مقامی پیغامیوں کے ساتھ نمازوں وغیرہ میں شامل ہوتے ہیں۔ اب مولوی محمد علی صاحب کا یہ کہنا کہ "چوہدری نصر اللہ خاں صاحب صرف اسی مباحثہ کی وجہ سے حق کو ہمارے ساتھ دیکھ کر ہمارے ساتھ شامل ہو گئے" کہاں تک درست ہے۔ ناظرین خود معلوم کر سکتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ جب دیکھتے ہیں۔ کہ کوئی شخص نظام جماعت کی خلاف ورزی کر رہا ہے اور اسلام و احمدیت کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ تو اُسے جماعت سے خارج کر دیتے ہیں۔ یا کوئی اور سزا دیتے ہیں۔ لیکن ایسا شخص جب مولوی محمد علی صاحب کے پاس جاتا ہے۔ تو وہ بہت شاداں و فرحاں ہوتے

والد محترم حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی وفات

پر

تعزیت کرنیوالوں کا شکریہ

والد محترم حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر بہت سے احباب اور جماعتوں نے حضرت ام المومنین مدظلہا العالی۔ عم محترم حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب مکرم جناب مرزا عزیز احمد صاحب۔ والدہ محترمہ۔ اور ہم تینوں بھائیوں اور ہمشیرگان کو تعزیت کے تار اور خطوط بھیجے ہیں۔ چونکہ فرداً فرداً سب کو جواب دینا ہمارے لئے مشکل ہے اس لئے میں اس اعلان کے ذریعہ تمام بہنوں اور بھائیوں اور جماعتوں کا جنہوں نے تار اور خطوط ارسال کئے ہیں سب کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

اسی طرح اُن سب احباب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو وفات کے وقت ہمارے مکان پر موجود تھے یا بعد وفات تشریف لائے۔ اُمید ہے تمام احباب ہم سب کو خصوصاً والدہ محترمہ کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور ہمیں اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین یا رب العلمین۔ بموجب ارشاد عم محترم تار اور خطوط ارسال کرنے والے احباب کے نام درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ سید داؤد احمد

تاریں:۔ مرزا رشید احمد صاحب۔ ڈاکٹر و بیگم صاحبہ ڈاکٹر محمد زبیر صاحب بھوانی۔ پیر انوار الدین صاحب جالندھر۔ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب۔ جماعت احمدیہ مزنگ لاہور سعید احمد صاحب بمبئی۔ مرزا اعظم بیگ صاحب کیمبل پور۔ چودھری و بیگم صاحبہ چودھری عبداللہ خان صاحب جمشید پور۔ جماعت احمدیہ ناصر آباد سندھ۔ عبدالمنان صاحب نسیم آباد سندھ محمد عثمان صاحب جبلپور۔ جماعتہائے احمدیہ کشمیر مہتہ عبدالسلام صاحب کلکتہ۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب۔ صاحبزادی منصورہ بیگم صاحبہ دہلی جماعت احمدیہ سیالکوٹ۔ ضیاء اللہ صاحب لکھنؤ۔ سیٹھ خیر الدین صاحب لکھنؤ۔ محمد عبداللہ صاحب دہلی۔ نذیر احمد صاحب و جماعت احمدیہ دہلی۔ ملک بشیر علی صاحب حیدرآباد۔ مرزا محمود نظامی صاحب دہلی۔ فقیر محمد صاحب ملتان شہر۔ سردار عبدالرحمٰن صاحب بنی مراد۔ میاں احمد الدین صاحب بنی مراد۔ محترمہ بدر النساء بیگم صاحبہ دہلی۔ صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا اظفر احمد صاحب۔ صاحبزادی نصیرہ بیگم صاحبہ کلکتہ۔ سیٹھ محمد غوث صاحب حیدرآباد۔ جماعت احمدیہ لائلپور۔ محترمہ امینہ بیگم صاحبہ دہلی چودھری شکر اللہ خان صاحب از طرف جماعت ڈسکہ مہتہ عبدالقادر صاحب کلکتہ۔ جماعت احمدیہ جہلم خلیفہ صلاح الدین صاحب معہ اہلیہ دہلی۔ جماعت احمدیہ سکندرآباد سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب سکندرآباد۔ سید ارتضیٰ علی صاحب دہلی۔ عبدالحق صاحب ناصر آباد۔ علی احمد صاحب۔

خطوط:۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب۔ میاں عبدالرحمٰن حسان صاحب شیروانی کوٹ۔ علی اکبر صاحب بٹالہ۔ عطا محمد صاحب امرتسر محلہ دار الفضل قادیان۔ فضل الدین صاحب ریٹائرڈ لاہور۔ محمد الدین صاحب سیالکوٹ۔ سید ظہور احمد شاہ صاحب گوجرانوالہ۔ عبدالستار صاحب لاہور شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پت۔ میاں محمد یوسف صاحب لاہور۔ عبدالرحمٰن صاحب علی گڑھ۔ ممبرات لجنہ اماء اللہ سیالکوٹ۔ محترمہ بیگم صاحبہ قاضی محمد اسلم صاحب لاہور۔ محمد حفیظ خان صاحب امرتسر احمد مختار صاحب سانگلہ ہل۔ نظام الدین صاحب سیالکوٹ۔ محترمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ راولپنڈی۔ عبدالقادر صاحب کانپور۔ سید حبیب اللہ شاہ صاحب محمد شریف صاحب کانپور۔ بیگم نیاز محمد خان صاحب لاہور۔ سید محمد لطیف صاحب انسپکٹر بیت المال۔ غلام محمد صاحب اختر دہلی۔ محترمہ اہلیہ سید بشارت احمد صاحب حیدرآباد۔ مرزا اجلال الدین صاحب لاہور۔ جماعت احمدیہ دنجواں ...... مکرمی بشیر احمد صاحب مفتی امرتسر۔ غلام محمد عبدالسلام زرگران شیخوپورہ۔ فضل الدین صاحب از طرف جماعت ننگہ۔ حسن علی صاحب ننگر گوجرانوالہ سجاد حسین صاحب پانی پت۔ نذیر عالم صاحب سب اوورسیر شیخ عبدالغفور صاحب گجرات۔ محمد اسمٰعیل صاحب لقاپوری دہلی۔ محترمہ امۃ المجیبہ صاحبہ دہلی۔ احمد نواز صاحب لاہور۔ احمدیہ سٹوڈنٹس میڈیکل ایسوسی ایشن امرتسر سلطان احمد صاحب قریشی۔ قاضی ارشد محمد صاحب لاہور علی اختر صاحب حیدرآباد۔ مرزا اشرف بیگ صاحب لکھنؤ قاضی اسعد محمد صاحب لاہور۔ چراغ دین صاحب گکھڑ والی سراج الحق صاحب پٹیالہ۔ غلام نبی صاحب چغتائی۔ جماعت احمدیہ قصور۔ اقبال حسین صاحب کرتارپور عبدالرحیم صاحب پراچہ لاہور۔ شیخ عبدالرشید صاحب بٹالہ۔ عزیز محمد خان صاحب بہاولپور۔ مختار احمد صاحب لکھنؤ۔ بشیر احمد صاحب منیر لاہور۔ سید عزیز الدین صاحب دہلی۔ عبدالعزیز صاحب لاہور۔ مرزا سلطان احمد بیگ صاحب پٹی۔ اہلیہ شیخ عبدالحمید صاحب لاہور۔

محمود احمد خان صاحب دہلی۔ عبدالواحد صاحب کشمیر شیخ مشتاق احمد صاحب۔ محترمہ جنت النساء بیگم صاحبہ ننگہ۔ محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ ملتان محترمہ زینت آرا بیگم صاحبہ لکھنؤ محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ لاہور ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب لاہور۔ اہلیہ مولوی محمود احمد صاحب ملتان چھاؤنی۔ شیخ فضل الرحمٰن صاحب ملتان اوصاف علی خان صاحب دہلی۔ اقبال احمد ایاز فیروزپور۔ نذیر احمد صاحب ریاضی دہلی اہلیہ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پت۔ جماعت احمدیہ کانپور۔ امیر احمد صاحب قریشی خلیل الرحمٰن صاحب پشاور مجالس خدام الاحمدیہ انصار اللہ دہلی اہلیہ سید غلام حسین صاحب دہلی۔ جماعت احمدیہ انبالہ شہر۔ عبدالرحمٰن صاحب صابر ڈسکہ۔ غلام احمد صاحب پاکپٹن محمود احمد صاحب جھنگ۔ محمد شریف صاحب بکنسر۔ صاحب دین صاحب گوجرانوالہ محمد اکبر صاحب دہلی۔ میاں ضیاء الدین صاحب بھلوال۔ مولوی روشن الدین صاحب مکیریاں۔ صوفی دین محمد صاحب گوجرانوالہ ڈاکٹر محمد عمر صاحب آگرہ۔ پیر محمد عبداللہ صاحب از طرف جماعت احمدیہ گولیکی۔ مرزا عزیز احمد صاحب لاہور محترمہ امۃ الرشید صاحبہ لاہور۔ چودھری اسد اللہ خان صاحب لاہور۔ شیخ عبدالحمید صاحب لاہور قاضی ڈاکٹر محمد بشیر صاحب لاہور سعد الدین صاحب گوجر خان۔ جماعت احمدیہ شملہ۔ احمد الدین صاحب زرگر۔ محمد دین صاحب زرگر۔ سید بشارت احمد صاحب حیدرآباد۔ محمد عبداللہ صاحب گوجرانوالہ۔ شمس الدین صاحب کنال محمد شریف صاحب فیروزوالہ۔ سید سعود احمد شاہ صاحب دہلی۔ میجر ملک سلطان محمد صاحب راولپنڈی چودھری نعمت خان صاحب بیگم پور عبدالرحمٰن صاحب رانجھا سیکھواں۔ قاضی محمد یوسف صاحب مردان از طرف جماعت احمدیہ۔ فضل الرحمٰن صاحب فیضی سیالکوٹ۔ شیخ یوسف علی صاحب عرفانی بمبئی ڈاکٹر ایف احمد صاحب ضلع اکیاب سی۔ پی آنند صاحب۔ لاہور۔ مرزا اکبر بیگ صاحب ننگروال شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی عبدالرحیم صاحب بھٹی۔ شمس الدین صاحب لاہور۔ پیر معین الدین صاحب جالندھر۔ محمد بخش صاحب گوجرانوالہ عطاء اللہ صاحب لاہور۔ چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب۔ شیخ غلام حسین صاحب دہلی۔ عبدالحکیم صاحب دہلی جماعت احمدیہ حیدرآباد۔ صغریٰ بیگم صاحبہ دہلی۔ سید محمد احمد صاحب سکندرآباد۔ سردار مصباح الدین صاحب۔ میاں عبدالوہاب صاحب عمر دہلی۔ محمد صدیق صاحب ثاقب ڈیرہ۔ عزیز احمد صاحب دہلی۔ علی احمد صاحب موضع جھبوال۔ محترمہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ انبالہ۔ قریشی عبدالمجید صاحب لاہور۔ محترمہ فضیلت بیگم صاحبہ سیالکوٹ۔ شیخ احمد اللہ صاحب چھاؤنی

زبیدہ شفقت صاحبہ فیروز پور۔ نور الحق صاحب قادیان۔ فضل الرحمٰن صاحب بشیر آباد سندھ۔ مرزا احسن بیگ صاحب راجپوتانہ خواجہ عبد الکریم صاحب قادیان۔ محمود احمد صاحب لاہور۔ شوکت حسین صاحب کنری۔ خلیل الرحمٰن صاحب جماعت احمدیہ پشاور امجد صاحب سیالکوٹ۔ چوہدری محمد سعید صاحب سندھ۔ شیخ غلام رسول صاحب کھٹیا ں۔ امیر جماعت سرگودھا۔ عبد الرحمٰن صاحب قریشی۔ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ پٹی۔ محترمہ جنت بیگم صاحبہ شیخوپورہ۔ محترمہ بیگم رشید احمد خان، مالیر کوٹلہ۔ برکت اللہ صاحب امیر جماعت کوٹ فتح خاں۔ عبد الکریم صاحب لکھنؤ۔ نذیر احمد صاحب [illegible] فیروز پور۔ محمد شریف صاحب [illegible] نمبر ۲۹۔ ناصر علی صاحب ڈیرہ غازیخاں۔ چوہدری محمد نذیر خاں رئیس۔ محمد دین صاحب [illegible] والٹن [illegible] صاحب [illegible] محمد دین صاحب شیخوپورہ۔ محترمہ زبیدہ [illegible] صاحبہ [illegible] خان بہادر محمد دین صاحب جیب اللہ خان حیدرآباد دکن۔ عبد الرحمٰن صاحب مظفر گڑھ

اختر علی صاحب بنگلور۔ شیخ مسعود احمد صاحب ملتان۔ محمد عبد اللہ صاحب پشاور۔ عبد الجلیل صاحب لاہور۔ احمد حسین صاحب شوراپور۔ جلال الدین صاحب پشاور۔ والدہ محمود احمد صاحب نئی دہلی قاری فتح محمد صاحب ڈیرہ بابا نانک محمد اسماعیل صاحب رڑکی۔ محمد فضل صاحب بھیرہ۔ قاسم میاں صاحب رامپور سٹیٹ۔ محمد شفیع صاحب۔ مولوی علی احمد صاحب بھاگلپور۔ حافظ نصیر احمد صاحب بہاولپور ہدایت اللہ صاحب سرگودھا۔ پیر محمد زمان شاہ صاحب مانسہرہ۔ مولوی عبد الماجد صاحب بھاگلپور۔ جناب عنایت علی خاں صاحب نابھہ سٹیٹ۔ جماعت احمدیہ مونگھیر۔ سید غلام حسین صاحب بھوپال۔ علی محمد صاحب جودھپور۔ لجنہ اماء اللہ دار العلوم۔ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ کراچی۔ شیخ احمد اللہ صاحب احمدی جھانسی۔ محمد خاں از مدراس۔ جماعت احمدیہ علی پور۔ طالع بی بی صاحبہ جھٹوال۔ قریشی عبد الحمید صاحب لاہور۔ عبد العزیز صاحب سندھ جناب شیخ محمد صاحب ناصر آباد۔ عطاء اللہ صاحب بٹ۔ سردار خاں صاحب کپا ڈیرچکلہ۔

لدھیانہ میں احمدیوں پر مظالم

لدھیانہ میں ۲۳ مارچ کو جماعت احمدیہ کا ایک عظیم الشان تاریخی جلسہ منعقد ہوا۔ اس میں احرار اور علماء کی مخالفانہ کوششوں کے باوجود ہندو مسلم۔ سکھ۔ عیسائی صاحبان کے سنجیدہ اور تعلیم یافتہ طبقہ نے ہزاروں کی تعداد میں شامل ہو کر یہ نظارہ دیکھا۔ جس کا سرور دلوں میں اب تک باقی ہے۔ اس کے بالمقابل احراری مخالفین کا جنازہ وغیرہ نکالنا اور منہ کالا کرنا۔ اور دیگر قبیح حرکات کا عمل میں لانا اسلامی تہذیب اور شرافت پر سخت دھبہ تھا۔ مگر اب یہ لوگ حد سے گذر کر امن و امان کو برباد کرنے کے درپے ہیں۔ چنانچہ احراری مولوی اور احراری لیڈر شہر کے مختلف محلوں اور مسجدوں میں میلاد کے نام پر محفلیں قائم کر کے احمدیوں کے خلاف عوام الناس میں اشتعال پیدا کر رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ یکم و ۲ اپریل کی درمیانی رات کو خاکسار کے مکان کے سامنے شارع عام پر نہایت اشتعال انگیز جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں مولوی خلیل الرحمٰن نے عام لوگوں کو سخت بھڑکایا۔ اور "مرزائیت مُردہ باد" کے نعرے لگوائے ۲۵ مارچ ۱۹۴۴ء کو پہلے تو تانگے میں ڈھول کے ساتھ یہ ڈھنڈورا پیٹا گیا کہ "پرسوں مرزائیوں کا جنازہ نکالا تھا۔ آج ان کے قل کئے جائیں گے۔ مسلمان بھائی شریک ہو کر ثواب حاصل کریں۔ یہ تقریب آریہ سکول کے متصلہ میدان میں منائی جائے گی۔" پھر شام کو ۶ بجے اس جگہ احمدیوں کے خلاف سخت بدزبانی کی گئی۔ خاکسار کا لڑکا اپنی دوکان بند کر کے جو برلب سڑک واقعہ ہے۔ مکان کے اندر چلا آیا۔ تو ان لوگوں نے کوچہ میں آ کر فحش کلامی شروع کر دی۔ اور منع کرنے پر انہوں نے حملہ کر دیا۔ سٹی انسپکٹر صاحب معہ تین سپاہیوں اور ایک ہیڈ کنسٹیبل کے موقعہ پر پہنچے۔ مگر اس سے پیشتر حملہ آور زد و کوب کر کے اور ہاکی چھین کر جا چکے تھے۔

احراریوں کی اس لگائی ہوئی آگ کے شعلے شہر کے مختلف حصوں میں بھڑک رہے ہیں۔ چنانچہ ایک احمدی دوست منشی غلام محمد صاحب کو فتنہ پردازوں نے سخت زد و کوب کیا۔ اور ۹ مارچ کو بجلی سکول کے دو احمدی لڑکوں کو مالی گنج کے چوک کے پاس احراریوں نے گھیر کر لاٹھیوں اور ہاکیوں سے مارا۔ ایک پتلون اور کچھ روپے ان سے چھین لئے۔ اور زخموں کے نشان انکے بدنوں پر چھوڑ گئے۔

غرض ان لوگوں کی طرف سے لدھیانہ کے احمدیوں پر مظالم بڑھتے جا رہے ہیں۔ اس کے متعلق ہماری اصل التجا تو اسی احکم الحاکمین کے حضور ہے۔ جو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور وہ ضرور ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچائے گا۔ تاہم ذمہ دار حکام کو بھی اپنے فرض کا کچھ احساس ہونا چاہیئے۔

خاکسار۔ برکت علی لائق امیر جماعت احمدیہ لدھیانہ

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ

۷۲۸۳ منکہ سرداراں بی بی زوجہ محمد رمضان صاحب قوم راجپوت پیشہ کاشتکاری عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت فروری ۱۹۳۸ء ساکن سیکھواں ڈاک خانہ ڈیریوالہ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶ / ۲ / ۴۴ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اور تو کوئی جائداد نہیں ہے۔ مگر ایک بھینس ہے جو کہ اپنے خاوند محمد رمضان سے مہر میں ملی ہے۔ اس کا دسواں حصہ اور نقد مبلغ ۳۰ روپے بھی ہے۔ بھینس کی قیمت اس وقت ۳۰۰/- روپے ہے۔ اور ابھی کچھ دودھ دیتی ہے۔ اس دودھ کے سوا میری اور کوئی آمد سالانہ یا ششماہی کی نہیں ہے۔ جو کچھ بھینس کے دودھ سے آمدن ہوگی۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتی رہونگی۔ اس کے علاوہ اگر میری کوئی جائیداد اور فوت ہونے پر ثابت ہو جائے۔ تو اس کا بھی دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ بہشتی مقبرہ کے دفتر کا حق ہوگا۔ کہ میرے وارثوں سے وصول کر لیں۔ میرے خاوند اور میرے لڑکے کے دستخط موجود ہیں۔ اسکے علاوہ جو بھی وصیت کے قانون ہونگے۔ سب کے سب میرے پر حاوی ہوں گے۔

الامۃ:۔ سرداراں بی بی موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ محمد رمضان خاوند موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ قریشی فضل حق۔ گواہ شد:۔ نواب دین سقہ

۷۲۷۹ منکہ رحیم بخش ولد فتح دین صاحب قوم راجپوت پیشہ دوکانداری عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن سیکھواں ڈاک خانہ ڈیریوالہ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ / ۲ / ۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد زمین وغیرہ تو کوئی نہیں ہے۔ صرف ایک مکان ساڑھے چار گز اور ایک ڈیوڑھی تین گز اور ایک راس گائے ہے۔ جس کی قیمت اس وقت ۷۰/- روپے ہے۔ مکان اور ڈیوڑھی کی قیمت اندازاً یکصد روپیہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی مال مویشی نہیں۔ صرف نقد ۲۰۰/- روپے ہے۔ باقی میری دوکانداری یا پوشش سلائی کی اس وقت ۷۰/- روپے سالانہ تک ہے یعنی سال کے ۷/- روپے ادا کرتا رہونگا۔ اس حساب سے ۱/۱۰ حصہ کا وصیت قریشی فضل حق صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ سیکھواں کے ذریعہ ادا کرتا رہونگا مکان ڈیوڑھی اور گائے اور ۲۰۰/- روپے کا بھی دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہونگا۔ اس کے علاوہ اگر اور کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو جائے تو فوت ہونے کے بعد اس کا دسواں حصہ بہشتی مقبرہ قادیان کا حق ہوگا۔ کہ میرے ورثاء سے لے لیویں۔ میرے ورثاء کوئی عذر نہ کریں گے۔ اگر خدا نے چاہا۔ تو اپنی حین حیاتی میں پوری رقم داخل خزانہ قادیان کرا دونگا۔ العبد:۔ رحیم بخش موصی سیکھواں گواہ شد:۔ قریشی فضل حق۔ گواہ شد:۔ میاں فقیر محمد

گواہ شد :- مہر شاہ محمد

نمبر ۷۲۸۵ - منکہ سراج بی بی زوجہ نواب دین موصی قوم لودی افغان پیشہ سقہ عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۵ء ساکن سکیھواں - ڈاک خانہ ڈیری والہ ضلع گورداسپور - میری اور تو کوئی نوکری نہیں ہے صرف اپنے خاوند سے حق مہر دو صد روپیہ کے عوض میں ایک مکان مبلغ دو صد روپیہ کا ملا ہے - اس کے سوا اور کچھ زیور وغیرہ نہیں ہے - اور اس مکان مبلغ دو صد روپیہ قیمت کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت معرفت قریشی فضل حق سیکرٹری جماعت احمدیہ سکیھواں کے کرتی ہوں - مبلغ بیس روپے میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان میرے خاوند سے یا اور میرے وارث سے لے سکتی ہے - اول تو میں آج سے کوشش میں لگ گئی ہوں - کہ اپنی حین حیات میں خود مبلغ بیس روپیہ داخل خزانہ کرا دوں - ورنہ میری وفات پر داخل خزانہ ہو جائے - اس کے علاوہ اور اگر میری جائیداد میری وفات کے بعد ثابت ہو - تو وہ بھی انجمن احمدیہ قادیان کو حق ہوگا کہ میرے خاوند سے وصول کرلے -

الامة :- سراج بی بی موصیہ نشان انگوٹھا
گواہ شد :- قریشی فضل حق سیکرٹری سکیھواں بقلم خود - گواہ شد نواب دین موصی تقہ بقلم خود

نمبر ۷۲۷۸ - منکہ چراغ بی بی زوجہ میاں عطا محمد صاحب قوم جٹ عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن قادیان دارالرحمت بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری اس وقت جائیداد سوائے حق مہر کے اور کوئی نہیں ہے - حق مہر -/۵۰ روپے ہے جو کہ میں خاوند سے وصول کر چکی ہوں - اور میرا لڑکا ملازم ہے - اس کی طرف سے مجھے -/۵ روپے ماہوار ملتے ہیں - اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور مہر کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں - اگر میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد میری ثابت ہو - تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - فقط

العبد :- چراغ بی بی موصیہ نشان انگوٹھا
گواہ شد :- میاں فضل دین پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ
گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال
گواہ شد :- عطاء محمد خاوند موصیہ

نمبر ۷۲۹۶ - منکہ عزیز احمد ولد ڈاکٹر محمد الدین صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت پیدائشی احمدی ساکن دارالبرکات قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے - میرا گزارہ ماہوار آمد مبلغ -/۷۰ روپے پر اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں - اگر میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

الموصی :- عزیز احمد موصی - گواہ شد عبد الرزاق دارالسلام کوہاٹ - گواہ شد عبد القیوم انجمن احمدیہ دارالسلام کوہاٹ

نمبر ۷۳۰۰ - منکہ میاں فضل دین ولد کریم بخش مرحوم قوم قاضی جٹ پیشہ دکاندار عمر ۶۰ سال - تاریخ بیعت ۱۹۰۶ء ساکن ڈلہ - ڈاک خانہ قادیان - ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے میری ماہوار آمد -/۱۵ روپے ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں - اور اپنی ماہوار آمد کی کمی بیشی کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا - اور میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - گاؤں میں ایک مکان رہائشی خام موجود ہے - جس کے پانچ کمرے ہیں اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - فقط

العبد :- میاں فضل الدین سکنہ ڈلہ ڈاک خانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور فضل دین بقلم خود
گواہ شد :- جان محمد سکرٹری جماعت احمدیہ - ڈلہ ڈاک خانہ قادیان جان محمد بقلم خود
گواہ شد :- غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال قادیان ۲۴

نمبر ۷۳۰۰ - منکہ فضل دین درزی ولد اللہ دتہ صاحب مرحوم قوم ککیزہ پیشہ درزی عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء ساکن ڈلہ ڈاک خانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے

ضروری گزارش

حسب اعلانات سابقہ جن دوستوں نے ۹ اپریل تک اپریل کا چندہ ادا نہیں فرمایا ان کے نام وی - پی ارسال کر دیئے گئے ہیں - ان دنوں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے ملفوظات طیبہ "الفضل" میں شائع ہو رہے ہیں - لہذا جو دوست بھی وی پی واپس کریں گے - وہ اس نعمت سے محروم رہیں گے - اور بعد میں "الفضل" کے یہ پرچے ان کو ڈھونڈے سے نہ ملیں گے -

(مینیجر الفضل)

مرنے کے بعد اگر کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - العبد فضل دین درزی سکنہ ڈلہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور - گواہ شد :- غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

دہلی ۱۴ اپریل۔ کہا جاتا ہے۔ کہ مسٹر برٹرانڈ گلینسی آئندہ سال ریٹائر ہو رہے ہیں۔ قیاس ہے کہ ان کی جگہ مسٹر جینکنز وائسرائے کے موجودہ پرائیویٹ سیکرٹری پنجاب کے آئندہ گورنر ہوں گے۔

دہلی ۱۴ اپریل۔ حکومت ہند نے بجلی کے دیسی اور ولایتی بلبوں کی قیمتیں مقرر کر دیں فاؤنٹین قلموں کی قیمتوں میں مزید تخفیف کر دی گئی ہے۔

لاہور ۱۴ اپریل۔ جنرل آکن لک کمانڈر انچیف ہند نے جنگی نمائش کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ جنگ ابھی ختم نہ ہو گی۔ مکمل فتح حاصل کرنے میں عرصہ لگے گا۔ ہمیں ابھی فوجوں کے لئے نوجوان مردوں اور عورتوں کی ضرورت ہے۔

دہلی ۱۴ اپریل۔ آسام میں لڑائی کی صورت حالات کے پیش نظر معلوم ہوا ہے کہ وائسرائے اس مہینے کے تیسرے ہفتے میں پولیٹیکل لیڈروں سے تبادلہ خیالات کرنے والے ہیں۔ والیان ریاست نے بھی انہیں کہا ہے۔ کہ وہ بھی موجودہ ڈیڈ لاک کو دور کرنے کے حق میں ہیں۔ اب گورنمنٹ کو کوئی نہ کوئی قدم اٹھانا چاہیئے۔

بمبئی ۱۴ اپریل۔ حکومت ہند نے اعلان کیا ہے۔ کہ ٹیکسٹائل کمشنر کسی کارخانہ دار یا سوداگر کو حکم دے سکتا ہے کہ وہ کسی خاص مقدار میں کپڑا یا دھاگا خاص قیمتوں پر فروخت کرے۔ کارخانہ دار یا تاجر کو اس حکم کی تعمیل کرنی ہو گی۔

لنڈن ۱۴ اپریل۔ جرمن نیوز ایجنسی کے نامہ نگار نے ٹوکیو سے مطلع کیا ہے کہ جاپانی گورنمنٹ کو خطرہ ہے۔ کہ اتحادی عنقریب ان پر بڑا حملہ کرنے والے ہیں۔ اتحادیوں کا بڑا بیڑا اسی مقصد کے لئے بحر الکاہل میں جمع کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ جاپانیوں نے جوابی سرگرمیاں شروع کر دی ہیں۔ امریکنوں کو اپنی کامیابی کا پورا یقین ہے۔

بمبئی ۱۴ اپریل۔ بحری محصول لینے والے محکمہ نے چودہ لاکھ روپیہ کے سونے پر قبضہ کر لیا جو عرب کشتیوں والے ناجائز طریقہ سے ہندوستان سے مشرق وسطیٰ کی طرف لے جا رہے تھے۔ عربوں کی تین بادبانی کشتیوں میں یہ سونا لایا جا رہا تھا۔ کسٹم والوں نے کشتیوں پر قبضہ کر لیا۔ اور بہت سے ملاح گرفتار کر لئے۔

لنڈن ۱۴ اپریل۔ جس روز اتحادی فوجیں روم میں داخل ہوں گی۔ اس دن اعلان کیا جائے گا۔ کہ اٹلی سے فسطائیت رخصت ہو چکی ہے۔ اور اہل اطالیہ بالکل آزاد ہیں۔

سڈنی ۱۴ اپریل۔ آسٹریلیا کی حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ۹۰ ہزار آسٹریلیوں کو فوج سے الگ کر دیا جائے تا آسٹریلیا اور جنوب مغربی بحرالکاہل میں جو امریکن موجود ہیں۔ ان کے لئے سامان خوراک کی کاشت کر سکیں۔

لنڈن ۱۴ اپریل۔ سوس ریڈیو نے اعلان کیا ہے۔ کہ حکومت امریکہ نے حکومت سوئٹزرلینڈ کو ۱۰ لاکھ ڈالر سے زیادہ رقم دی ہے۔ شافہازین میں امریکن طیاروں کی بمباری سے جو نقصان جان و مال ہوا تھا۔ یہ اس کے معاوضے کی پہلی قسط ہے۔

علی گڑھ ۱۴ اپریل۔ نواب صاحب جوناگڑھ نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو میڈیکل کالج کے لئے ایک لاکھ روپیہ دیا ہے۔

نئی دہلی ۱۴ اپریل۔ توقع ہے کہ کابینہ وائسرائے میں مزید ہندوستانی ارکان کا تقرر آئندہ مہینے عمل میں آئیگا۔ جبکہ سر جیرمی ریزمین فنانس ممبر رخصت پر عازم انگلستان ہوں گے۔ اغلب خیال ہے کہ سر راماسوامی مدالیار فنانس ممبر کے منصب پر فائز ہونگے۔

لاہور ۱۴ اپریل۔ راشننگ آفیسر نے ایک بیان میں ان افواہوں کی پر زور تردید کی۔ کہ راشننگ تین ماہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے۔ آپ نے کہا ۸ مئی سے راشننگ سسٹم ضرور شروع ہو جائیگا۔

ماسکو ۱۴ اپریل۔ روسی فوجیں کریمیا کے ۳/۴ حصہ پر قبضہ کر چکی ہیں۔ پیدل فوجوں اور ٹینکوں کے بڑے بڑے دستے سبسٹاپول کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ رومانیہ کے ہیڈ کوارٹر سے جو اعلان کیا گیا ہے۔ اس میں جرمنوں نے مانا ہے۔ کہ روسی فوجوں اور ٹینکوں کے بڑے بڑے دستے تیزی سے سبسٹاپول کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

لنڈن ۱۴ اپریل۔ اتحادی طیاروں نے برلن اور مغربی و وسطی جرمنی پر زور کے حملے کئے۔ بحیرۂ روم کے اتحادی طیاروں نے ۱۸ سو بار پرواز کی۔ ہنگری میں جرمن کارخانوں اور اٹلی میں دشمن کی ریلوں کو نشانہ بنایا۔ البانیہ کے ساحل پر بھی حملے کئے گئے۔ انزیو کے محاذ پر توپوں کی سرگرمی جاری رہی۔

واشنگٹن ۱۴ اپریل۔ امریکن طیاروں نے ڈچ نیوگنی میں ہالینڈیا میں دشمن کے ٹھکانوں پر ۳۰۰ ٹن بم گرائے۔ ایک مال بردار جہاز غرق کیا۔ دو کو نقصان پہنچایا۔ اور کنارے کے ساتھ چلنے والے سات جہازوں اور بہت سے بجروں کو ڈبو دیا گیا۔

دہلی ۱۴ اپریل۔ لارڈ لوئی مونٹ بیٹن نے برما اور آسام کے سرحدی محاذ کا معائنہ کیا ایک بھگوڑے جاپانی سپاہی سے آپ نے ملاقات کی۔ جو اس فوج سے بھاگ آیا ہے۔ جو امپھل کے میدان کی طرف بڑھ رہی تھی۔ لارڈ موصوف سترہویں ہندوستانی ڈویژن کے ہیڈ کوارٹر میں بھی گئے۔ جو حال میں لڑتا بھڑتا امپھل پہنچا ہے۔

دہلی ۱۴ اپریل۔ امپھل کے جنوب کی طرف کوئی خاص سرگرمی نہیں۔ دیما پور تامو کے علاقہ میں دشمن نے ہمارے بچاؤ کے مورچوں پر حملہ کیا۔ مگر اسے روک کر پیچھے ہٹا دیا گیا۔ کوہیما کے علاقہ میں کوئی خاص سرگرمی نہیں دشمن کے رسد اور کمک کے رستوں پر کامیاب حملے کئے گئے۔ اراکان کے محاذ پر دشمن کی سرگرمی بڑھ گئی ہے۔ بوتھیڈانگ کے جنوب مغرب میں جاپانی تھوڑی دور ہماری صفوں میں بڑھ آئے۔ مگر جلد ہی ان کو پیچھے ہٹا دیا گیا۔ مایو کی پہاڑیوں میں گزشتہ ہفتہ قریباً بارہ سو جاپانی مارے گئے۔ موگانگ کی وادی میں ایک گاؤں پر اتحادیوں نے قبضہ کر لیا ہے۔

لاہور ۱۵ اپریل۔ حکومت پنجاب نے ۶ اپریل کو ختم ہونے والے ہفتہ میں ۵۲۶۰ ٹن اناج کمی والے صوبوں کو بھیجا گیا۔

دہلی ۱۵ اپریل۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اون کی پچاس مختلف قسموں کے مال کی قیمتیں مقرر کر دی گئی ہیں۔ اور دکانداروں کو حکم دیا گیا ہے کہ قیمتوں کی فہرستیں آویزاں رکھیں۔

واشنگٹن ۱۵ اپریل۔ آسٹریلین فوج نے نیوگنی میں بوگاجن کی جاپانی چھاؤنی پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اب میڈانگ پر بڑھ رہی ہیں۔ جو یہاں سے ۳۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔

دہلی ۱۵ اپریل۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ امپھل کے محاذ پر دشمن کی سرگرمیاں شمال کی بجائے جنوب کی طرف منتقل ہو گئی ہیں۔ دشمن کی کوہیما کے پاس پہنچنے کی کوشش بالکل ناکام رہی ہے۔ ٹلیل اور تامو کے درمیان دشمن نے ہمارے مورچوں پر حملہ کیا۔ مگر وہ بالکل ناکام رہا۔ کل امریکن وزیر جنگ نے ایک بیان میں کہا کہ جاپانیوں کا امپھل اور کوہیما کے درمیان گھس آنا کوئی فوجی اہمیت نہیں رکھتا۔ اراکان میں پچھلے ہفتہ اتحادی دستوں نے مایو کی پہاڑیوں میں دونوں طرف پیش قدمی کی۔

ماسکو ۱۵ اپریل۔ کریمیا میں سارے محاذ پر جرمن سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ رہے ہیں۔ جو جرمن جہاز جنوب میں جمع ہو رہے ہیں۔ روسی طیارے ان پر شدید بمباری کر رہے ہیں۔ اس وقت تک کریمیا میں ۳۱ ہزار جرمن پکڑے جا چکے ہیں۔

لاہور ۱۵ اپریل۔ جنگی نمائش میں تقریر کرتے ہوئے ایڈمرل گاڈفرے نے کہا۔ کہ ہندوستانی بیڑہ ۱۹۳۹ء کی نسبت بیس گنا بڑھ چکا ہے اور جدید ترین اسلحہ سے مسلح ہے۔

ماسکو ۱۵ اپریل۔ سوویٹ ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ مشہور روسی جرنیل بکوٹیف کل کیف میں ایک اپریشن کے نتیجہ میں جو انپر کیا گیا۔ فوت ہو گئے۔

لنڈن ۱۵ اپریل۔ اتحادی طیاروں نے مغربی جرمنی کے ایک ہوائی میدان پر حملہ کیا ۲۸ طیارے جو میدان میں کھڑے تھے۔ تباہ ہو گئے۔ کئی ہینگر بھی برباد کر دیئے گئے۔